محلہ احمدیہ قادیان 143516 ضلع گورداسپور (پنجاب) انڈیا   Mob:9682536974, E-Mail.: ansarullah@qadian.in

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت ابو بکرؓ کی مثال فرشتوں میں سے میکائیل اور انبیاء میں سے حضرت ابراہیمؑ کی سی ہے

آنحضرت ﷺ کے عظیم المرتبت خلیفہ ٔراشد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کمالات اور مناقبِ عالیہ

خلاصہ خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 4/ فروری 2022ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (یوکے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ. اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ. الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ. مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ. اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ. اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ. صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ. غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا الضَّآلِّیۡنَ.

تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

آج کل حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر ہو رہا ہے۔ بعض غزوات کا بھی ذکر ہوا تھا۔

عبدالرحمٰن بن غنمؓ روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنو قریظہ کی طرف روانہ ہوئے تو حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ نے آپؐ کی خدمت میں عرض کیا کہ لوگ اگر آپؐ کو دنیاوی زینت والے لباس میں دیکھیں گے تو اُن میں اسلام قبول کرنے کی خواہش زیادہ ہو گی۔ آپؐ نے فرمایا: میرے ربّ نے میرے لیے عمر بن خطابؓ کی مثال فرشتوں میں سے جبرئیل کی سی بیان کی ہے۔ اللہ نے ہر امت کو جبرئیل کے ذریعہ ہی ہلاک کیا ہے اور اُن کی مثال انبیاء میں سے حضرت نوحؑ کی سی ہے جب انہوں نے کہا: رَبِّ لَا تَذَرۡ عَلَی الۡاَرۡضِ مِنَ الۡکٰفِرِیۡنَ دَیَّارًا۔ اے میرے ربّ! کافروں میں سے کسی کو زمین پر بستا ہوا نہ رہنے دے۔ اور ابو بکرؓ کی مثال میکائیل کی مانند ہے۔ جب وہ مغفرت طلب کرتا ہے تو اُن لوگوں کے لیے جو زمین میں ہیں اور انبیاء میں اُن کی مثال حضرت ابراہیمؑ کی مانند ہے جب انہوں نے کہا۔ فَمَنۡ تَبِعَنِیۡ فَاِنَّہٗ مِنِّیۡ ۚ وَ مَنۡ عَصَانِیۡ فَاِنَّکَ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ۔ پس جس نے میری پیروی کی تو وہ یقیناً مجھ سے ہے اور جس نے میری نافرمانی کی تو یقیناً تُو بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

آپؐ نے فرمایا: اگر تم دونوں میرے لیے کسی ایک امر پر متفق ہو جاؤ تو مَیں تمہارے مشورے کے خلاف نہیں کروں گا لیکن تم دونوں کی حالت مشورے میں کئی طرح کی ہے جیسے جبرئیل اور میکائیل اور نوح اور ابراہیم علیہ السلام کی مثال ہے۔

ایک روایت ہے کہ بنو قریظہ میں حضرت سعدؓ اور حضرت کعبؓ بن عمرو مازنی بھی تیر چلانے والوں میں سے تھے جنہوں نے کثرت سے تیر چلائے تھے۔ جب رات کا کچھ حصہ گزر گیا تو یہ اپنے اپنے ٹھکانوں کی طرف لوٹ آئے اور حضرت سعد بن عبادہؓ کی بھیجی ہوئی کھجوریں کھا کر وقت گزارا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ بھی کھجوریں کھا رہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے کہ کھجور کیا ہی عمدہ کھانا ہے۔

حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ جب حضرت سعدؓ بن معاذ پر نزع کی کیفیت طاری تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ ان کے پاس تشریف لائے۔ فرماتی ہیں کہ اس کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے کہ میں حضرت عمرؓ کے رونے کی آواز کو حضرت ابو بکرؓ کے رونے کی آواز سے الگ پہچان رہی تھی جبکہ میں اپنے حجرے میں تھی۔ یعنی یہ دونوں اس وقت رو رہے تھے اور وہ ایسے ہی تھے جیسے کہ اللہ عزوجل نے فرمایا ہے رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ۔ یعنی آپس میں ایک دوسرے سے بیحد محبت کرنے والے ہیں۔

صلح حدیبیہ کے حوالے سے گذشتہ خطبات میں ذکر ہو چکا ہے کہ ایک خواب کی بنا پر آنحضرت ﷺ چودہ سو صحابہ کی جمعیت کے ساتھ ذوالقعدہ چھ ہجری میں عمرے کی ادائیگی کے لیے روانہ ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوا کہ کفار مکہ نے آپؐ کو مکہ میں داخل ہونے سے روکنے کی تیار کر لی ہے۔ بخاری کے ایک حوالے میں درج ہے کہ اس موقع پر آنحضرت ﷺ کے ساتھ قریش کے معاہدہ کی شرائط طے پا چکی تھیں۔ اُس وقت سہیل بن عمرو کے بیٹے حضرت ابو جندلؓ اپنی زنجیروں میں لڑکھڑاتے ہوئے آئے۔ سہیل بن عمرو نے جو مکہ کی طرف سے سفیر تھے اُن کو واپس کرنے کا مطالبہ کیا۔ آنحضور ﷺ نے اُسے قریش کو واپس کر دیا۔ حضرت عمرؓ سے نہ رہا گیا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: کیا آپؐ خدا کے برحق رسول نہیں؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں ضرور ہوں۔ حضرت عمرؓ نے کہا: کیا ہم حق پر نہیں اور ہمارا دشمن باطل پر نہیں؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں ضرور ایسا ہی ہے۔ حضرت عمرؓ نے کہا: تو پھر ہم ذلت آمیز شرائط کیوں برداشت کریں؟ آپؐ نے فرمایا: مَیں خدا کا رسول ہوں اور خدا کی منشا کو جانتا ہوں اور اس کے خلاف نہیں چل سکتا اور وہی میرا مددگار ہے۔ حضرت عمرؓ نے کہا: کیا آپؐ نے نہیں فرمایا تھا کہ ہم بیت اللہ کا طواف کریں گے؟ آپؐ نے فرمایا: کیا میں نے یہ بھی کہا تھا کہ یہ طواف ضرور اسی سال ہو گا؟ حضرت عمرؓ نے کہا: نہیں۔ آپؐ نے فرمایا: پھر انتظار کرو تم ان شاء اللہ ضرور مکہ میں داخل ہو کر کعبہ کا طواف کرو گے۔ مگر حضرت عمرؓ کی تسلی نہیں ہوئی اور حضرت ابو بکرؓ کے پاس جا کر اُن سے بھی اسی قسم کی باتیں کیں۔ حضرت ابو بکرؓ نے بھی وہی جواب دیے مگر ساتھ ہی فرمایا: دیکھو عمرؓ رسول خدا کی رکاب پر جو ہاتھ تم نے رکھا ہے اُسے ڈھیلا نہ ہونے دو کیونکہ

خدا کی قسم یہ شخص سچا ہے۔ حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ بعد میں مجھے سخت ندامت ہوئی اور مَیں نے توبہ کے رنگ میں اس کمزوری کے اثر کو دھونے کے لیے بہت سے نفلی اعمال کیے تا کہ میری اس کمزوری کا داغ دُھل جائے۔

اسی صلح حدیبیہ کی تفصیلات کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے لکھا ہے کہ

عروہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور قریش کے حق میں زیادہ سے زیادہ شرائط محفوظ کرانے کی غرض سے کہنے لگا۔ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اگر قریش کو غلبہ ہو گیا تو خدا کی قسم مجھے آپ کے ارد گرد ایسے منہ نظر آرہے ہیں کہ یہ سب لوگ آپ کا ساتھ چھوڑ دیں گے۔ حضرت ابو بکرؓ جو اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہی بیٹھے تھے عروہ کے یہ الفاظ سن کر غصہ سے بھر گئے اور فرمانے لگے جاؤ جاؤ اور اپنے بت لات کو چومتے پھرو۔ کیا ہم خدا کے رسول کو چھوڑ جائیں گے؟ یعنی کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ تم تو بتوں کی خاطر صبر و ثبات دکھاؤ اور ہم خدا پر ایمان لاتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر بھاگ جائیں!!!

سیرت خاتم النبیینؐ سے ماخوذ ہے کہ صلح حدیبیہ کے صلح نامہ کی دو نقلیں تیار کی گئیں اور بطور گواہ کے مسلمانوں کی طرف سے دستخط کرنے والوں میں حضرت ابو بکرؓ بھی شامل تھے۔ حضرت ابو بکرؓ فرمایا کرتے تھے کہ اسلام میں صلح حدیبیہ سے بڑی کوئی اور فتح نہیں ہے۔

سریہ حضرت ابو بکرؓ بطرف بنو فزارہ، چھ ہجری میں ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکرؓ کو اس سریہ کا امیر مقرر فرمایا تھا۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے اس سریہ کا ذکر کرتے ہوئے بیان فرمایا کہ اس میں مشرکین کے کئی آدمی مارے گئے اور کئی قید کر لیے گئے۔

سریہ حضرت ابو بکرؓ بطرف نجد۔ اس کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ سریہ شعبان سات ہجری میں ہوا۔ حضرت سلمہ بن اکوع سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکرؓ کو بھیجا اور ہم لوگوں پر ان کو امیر بنایا۔

غزوۂ خیبر کے بارے میں ذکر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ماہ محرم سات ہجری میں خیبر کی طرف روانہ ہوئے۔ لاہور سے شائع ہوئی ایک کتاب سیّدنا صدیق اکبرؓ کے مصنف نے لکھا ہے کہ ایک قلعہ حضرت ابو بکرؓ کے ہاتھ پر فتح ہوا جبکہ دوسرا قلعہ حضرت عمرؓ کے ہاتھ پر اور تیسرا قلعہ قموص حضرت علیؓ نے فتح کیا۔ غزوۂ خیبر کی فتح کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیگر رشتہ داروں کے علاوہ حضرت ابو بکرؓ کو بھی ایک سو وسق غلہ اور کھجوریں عطا فرمائیں۔

قریش کے حلیف بنو بکر نے صلح حدیبیہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے مسلمانوں کے حلیف قبیلہ بنو خزاعہ پر حملہ کیا اور قریش نے ہتھیاروں اور سواریوں سے بنو بکر کی مدد کی اور صلح حدیبیہ کی شرائط کا پاس نہ کیا تو اُس وقت ابوسفیان مدینہ میں آیا اور صلح حدیبیہ کے معاہدے کی تجدید چاہی۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا لیکن آپؐ نے

اُس کی کسی بات کا جواب نہیں دیا۔ پھر وہ حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کے پاس گیا اور اُن سے بات کی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کریں لیکن دونوں کے انکار کے بعد وہ ناکام لوٹ گیا۔

رمضان آٹھ ہجری میں غزوۂ فتح مکہ ہوا جسے غزوۃ الفتح الاعظم بھی کہتے ہیں۔ تاریخ طبری میں بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو سفر کی تیاری کا ارشاد فرمایا۔ آپؐ نے اپنے گھر والوں کو اپنا سامان تیار کرنے کا بھی فرمایا۔ حضرت ابو بکرؓ اپنی بیٹی حضرت عائشہؓ کے گھر گئے تو وہ رسول اللہ ﷺ کا سامان تیار کر رہی تھیں۔ سیرت حلبیہ میں لکھا ہے کہ جب حضرت ابو بکرؓ اس بارے میں حضرت عائشہؓ سے استفسار فرما رہے تھے تو اُسی وقت رسول کریم ﷺ بھی تشریف لے آئے۔ حضرت ابو بکرؓ کے پوچھنے پر آپؐ نے فرمایا: قریش کے مقابلہ کا ارادہ ہے۔ حضرت ابو بکرؓ نے عرض کیا کہ کیا قریش اور ہمارے درمیان ابھی معاہدے اور صلح کی مدت باقی نہیں ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں مگر انہوں نے غداری کی ہے اور معاہدے کو توڑ دیا ہے لیکن اس بات کو ابھی پوشیدہ ہی رکھنا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ بیان فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر کئی ہزار آدمیوں کا لشکر تیار ہو گیا اور جب آپؐ لڑنے کے لیے نکلے تو فرمایا: اے میرے خدا! میں تجھ سے دعا کرتا ہوں کہ تُو مکہ والوں کے کانوں کو بہرا کر دے اور اُن کے جاسوسوں کو اندھا کر دے۔ نہ وہ ہمیں دیکھیں اور نہ اُن کے کانوں تک ہماری کوئی بات پہنچے۔ مدینہ میں سینکڑوں منافق موجود تھے لیکن دس ہزار کا لشکر نکلتا ہے اور کوئی اطلاع تک مکہ نہیں پہنچتی۔ یہ اللہ تعالیٰ کے کام تھے۔

طبقات ابن سعد میں لکھا ہے کہ مسلمانوں کا قافلہ عشاء کے وقت مکہ سے مدینہ کے راستے پر پچیس کلو میٹر کے فاصلے پر مر الظہران میں اترا۔ صحابہ نے آپؐ کے حکم پر دس ہزار جگہ آگ روشن کی۔ قریش کو خبر پہنچی تو ابوسفیان بن حرب، حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقاء کو بھیجا کہ محمد ﷺ سے ہمارے لیے امان لے لینا۔ انہوں نے لشکر دیکھا تو سخت پریشان ہو گئے۔ حضرت عباسؓ نے ابوسفیان کی آواز سنی تو پکار کر کہا کہ ابو حنظلہ (یہ ابوسفیان کی کنیت ہے) اُس نے کہا لبیک۔ حضرت عباسؓ نے اُسے پناہ دی اور اُس کو دونوں ساتھیوں سمیت آنحضور ﷺ کی خدمت میں پیش کیا۔ تینوں اسلام لے آئے۔

حضور انور نے فرمایا کہ اس کا تسلسل آگے جاری ہے ان شاء اللہ آئندہ بیان ہو گا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَنَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ، عِبَادَ اللّٰهِ رَحِمَكُمُ اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآءِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ اُذْكُرُوا اللّٰهَ يَذْكُرْكُمْ وَادْعُوْهُ يَسْتَجِبْ لَكُمْ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ